ہمدرد شوریٰ پاکستان

مدیرِ اعلیٰ: قومی صدر ہمدرد شوریٰ پاکستان
محترمہ سعدیہ راشد

جولائی 2025

جلد............6
شمارہ: 2025

موضوعِ فکر

”احتسابی عمل کی ضرورت“

............نکاتِ فکر ہمدرد شوریٰ............

اجلاس کراچی	9/جولائی2025
اجلاس پشاور	8/جولائی2025
اجلاس راولپنڈی/اسلام آباد	یکم جولائی2025
اجلاس لاہور	2/جولائی2025

ترتیب و پیشکش
ایونٹس/ پروگرام/ پبلی کیشنز
ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، مرکزی دفتر کراچی

16 ویں منزل، بحریہ ٹاؤن ٹاور، پی ای سی ایچ ایس بلاک 2،
کراچی پاکستان 75400 ٹیلی فون: 021-38241611

مرتب کردہ:
ڈاکٹر شناء غوری

رپورٹ

محمد نعمان قیوم پشاور
حیات محمد بھٹی راولپنڈی/ اسلام آباد
سید علی بخاری لاہور
ڈاکٹر شناء غوری کراچی

ہمدرد شوریٰ کے اراکین کی رائے سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

ہمدردشوریٰ پاکستان کے اجلاس
موضوعِ بحث:
''احتسابی عمل کی ضرورت''

احتساب کسی بھی مہذب معاشرے کی بنیاد اور ریاستی نظام کی روح ہوتا ہے۔ یہ وہ عمل ہے جو نہ صرف بدعنوانی کی روک تھام کرتا ہے بلکہ اداروں کی شفافیت، حکومتی فیصلوں کی جواب دہی اور عوامی اعتماد کی بحالی کو بھی ممکن بناتا ہے۔ پاکستان میں اگرچہ احتساب کے کئی ادارے قائم کیے گئے اور بدعنوانی کے خلاف اعلانات بھی ہوتے رہے، مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس عمل کو درپیش چیلنجز نے اس کی افادیت پر سوال اٹھا دیے۔ بعض اوقات احتساب کو سیاسی انتقام یا ذاتی مفادات کے لیے استعمال کیا گیا، جس سے اس کے غیر جانبدار تشخص کو نقصان پہنچا۔ اس کے باوجود آج بھی معاشرے میں یہ احساس بڑھ رہا ہے کہ ایک منصفانہ، شفاف اور بااختیار احتسابی نظام نہ صرف ممکن ہے بلکہ وقت کی اہم ترین ضرورت بھی ہے۔ یہی وہ سوچ ہے جو نہ صرف اداروں کو مضبوط بنا سکتی ہے بلکہ پاکستان کو ایک پائیدار، دیانت دار اور ترقی یافتہ ریاست میں ڈھالنے کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔اس مسئلہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے، محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ نے، ہمدردشوریٰ پاکستان، جولائی 2025ء کے لیے ''احتسابی عمل کی ضرورت''، کو موضوع بحث تجویز کیا۔ ہمدردشوریٰ کے اجلاس کا انعقاد پاکستان کے مختلف شہروں، پشاور، راولپنڈی/اسلام آباد، لاہور اور کراچی میں کیا گیا۔اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے کیا گیا۔ محترمہ سعدیہ راشد، قومی صدر ہمدردشوریٰ پاکستان، نے اپنے پیغام میں اراکینِ شوریٰ کو غور وفکر کی دعوت دیتے ہوئے اپنے خط میں تحریر فرمایا کہ:

پاکستان میں احتساب کا عمل اکثر اوقات سیاسی دباؤ، ذاتی مفادات یا جانبدار فیصلوں کے تحت متاثر ہوتا ہے، جس کے باعث اس نظام کی شفافیت اور ساکھ کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ اس صورتِ حال نے عوامی اعتماد کو کمزور کر دیا ہے۔ تاہم آج بھی ایک منصفانہ، غیر جانبدار اور مؤثر احتسابی نظام کی ضرورت شدت سے محسوس کی جاتی ہے۔احتساب کا اصل مقصد صرف بدعنوان عناصر کو بے نقاب کرنا نہیں، بلکہ ایک ایسا نظام قائم کرنا ہے جو عوامی وسائل کے درست استعمال کو یقینی بنائے اور ریاستی اداروں کو دیانت داری سے اپنے فرائض کی ادائیگی پر آمادہ کرے۔مگر موجودہ نظام میں شفافیت کی کمی اور مختلف طبقوں کے ساتھ امتیازی رویے نے انصاف کے اصول کو کمزور کر دیا ہے۔حقیقی احتساب اس وقت ممکن ہے جب اس عمل کو مکمل طور پر غیر جانبدار بنایا جائے اور ہر فرد، خواہ وہ کسی بھی طبقے سے ہو، قانون کے سامنے برابر ہو۔ اس کے لیے لازم ہے کہ احتسابی ادارے سیاسی مداخلت سے پاک اور مکمل خودمختار ہوں تاکہ وہ بغیر کسی دباؤ کے منصفانہ فیصلے کر سکیں۔اسلامی تعلیمات بھی خوداحتسابی کی اہمیت پر زور دیتی ہیں۔قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ ''ہر شخص اپنے اعمال کا خود جواب دہ ہے۔'' یہ اصول نہ صرف فرد کی ذاتی زندگی میں بلکہ ریاستی سطح پر بھی لاگو ہونا چاہیے، جہاں حکمران اور ادارے عوام کو جواب دہ ہوں۔اگر ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان میں ایک منصفانہ اور شفاف احتسابی نظام قائم ہو، تو ضروری ہے کہ ہم سیاسی اثر و رسوخ سے بالاتر ہو کر نظام کو درست کریں اور عوام کو ان کے حقوق و فرائض کے بارے میں شعور دیں۔ احتساب کو صرف اداروں تک محدود نہیں رکھنا بلکہ ہر شہری کو اس عمل کا حصہ بنانا ہوگا تاکہ بدعنوانی، اقربا پروری اور ناانصافی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔ اگر احتسابی عمل ایمانداری، شفافیت اور غیر جانبداری سے کیا جائے، تو پاکستان ایک ایسا ملک بن سکتا ہے جہاں انصاف کی بالادستی ہو اور ترقی کی راہیں کھلیں۔میں اراکین محترم سے ملتمس ہوں کہ ہمدردشوریٰ کے مزکورہ موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

ہمدردشوریٰ (کراچی) اجلاس

ہمدردشوریٰ (کراچی) کا اجلاس صدر ہمدردشوریٰ پاکستان محترمہ سعدیہ راشد کی زیرِ صدارت منعقد کیا گیا۔اجلاس میں محترم لیفٹیننٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر (اسپیکر)، محترم کرنل (ر) مختار احمد بٹ (ڈپٹی اسپیکر)، محترم ظفر اقبال، محترم پروفیسر ڈاکٹر عامر طاسین، محترم انجینیر پرویز صادق، محترمہ پروفیسر ڈاکٹر تنویر خالد، محترمہ شہلہ احمد، محترمہ ہما بیگ، محترم امجد علی جعفری، محترمہ خالدہ غوث اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان (کراچی) ڈائریکٹر سید محمد ارسلان، اینٹس،

پروگرام اینڈ پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ سے محترمہ ڈاکٹر ثناء غوری نے شرکت فرمائی۔ محترم مسعود احمد، ایڈیشنل ڈائریکٹر، نیب کراچی، کو بطور مہمان مقرر مدعو کیا گیا۔ محترم مسعود احمد صاحب نے اپنے وسیع تر عملی تجربے کی بنیاد پر موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ:

احتساب کا عمل ایک قومی فریضہ ہے، جس کا براہ راست تعلق قومی ترقی، ادارہ جاتی شفافیت اور حکمرانی کی بہتری سے ہے۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں یہ موضوع ہمیشہ ایک حساس اور تنقیدی زاویے سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ بالخصوص قومی احتساب بیورو (نیب) پر ہونے والی تنقید نہ صرف سیاسی بلکہ عوامی حلقوں میں بھی ایک متنازع بیانیے کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اس تناظر میں نیب کے قانونی ڈھانچے، اس کی کارکردگی، حاصل شدہ نتائج اور اس پر عائد کی جانے والی تنقید کا حقیقت پسندانہ جائزہ ضروری ہے۔

جب نیب کا قیام جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں عمل میں آیا تو اس کے قانونی خدوخال مرتب کرنے کے لیے ملک کے دو ممتاز قانونی ماہرین، جناب شریف الدین پیرزادہ اور جناب عزیز اے منشی کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ دنیا کے مختلف احتسابی نظاموں کا گہرائی سے مطالعہ کریں اور پاکستان کے لیے ایک ایسا جامع قانون وضع کریں جو بدعنوانی کے کسی بھی عنصر کو گرفت میں لینے کے قابل ہو۔

ان دونوں جید ماہرین نے آسٹریلوی، امریکی اور کینیڈین قوانین کا تقابلی مطالعہ کیا اور ان کی روشنی میں ایک ایسا قانونی مسودہ تیار کیا جو بعدازاں عدالتوں کی کڑی نظروں سے بارہا گزرا اور وقتاً فوقتاً اس میں بہتری کی گنجائشوں کو عدالتوں نے اجاگر کیا۔ یوں نیب کا قانون ارتقائی مراحل سے گزرتا ہوا ایک مؤثر قانونی ڈھانچے میں ڈھلتا چلا گیا۔

تاہم، اس قانونی پیش رفت کے ساتھ ہی ایک غیر معمولی ردِعمل بھی سامنے آیا۔ چونکہ اس قانون کے تحت پہلی مرتبہ بڑے اور بااثر افراد کے گرد گھیرا تنگ کیا گیا، اس لیے اس پر ''انتقامی احتساب'' کا الزام عائد کیا گیا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ پاکستان کے قانونی نظام میں اس سے قبل ایسے اختیارات کسی ادارے کو حاصل نہ تھے کہ وہ اشرافیہ کو کٹہرے میں لا سکے۔

پاکستان کے قیام سے ہی انسدادِ بدعنوانی کے قوانین موجود تھے، لیکن ان اداروں کی قیادت عام طور پر گریڈ 20 کے افسران کے ہاتھ میں ہوتی تھی، جو براہِ راست سیاسی دباؤ کا شکار رہتے۔ اسی لیے ان اداروں کی افادیت ہمیشہ محدود رہی۔ 1974 میں ایف آئی اے کا قیام بھی اسی تناظر میں عمل میں آیا، لیکن وہ بھی سیاسی اثر ورسوخ سے آزاد نہ رہ سکا۔

احتساب کے مؤثر ہونے کا انحصار نہ صرف قانون کی سختی پر ہے بلکہ اس کے اطلاق کی غیر جانبداری پر بھی ہے۔ نیب کے قانون کو اگرچہ ایک فوجی دور میں نافذ کیا گیا اور اسے ''آمریت کا قانون'' قرار دیا گیا، لیکن پارلیمنٹ نے بعدازاں اسے آئینی تحفظ دیا، جس کے بعد اس کی قانونی حیثیت پر سوال اٹھانا غیر ضروری ہو جانا چاہیے تھا۔ ہر قانون میں خامیاں ہو سکتی ہیں، لیکن ان کا حل بہتری کی صورت میں نکالا جانا چاہیے نہ کہ قانون کو غیر مؤثر بنا کر۔

ہمارے معاشرے میں یہ مزاج عام ہو چکا ہے کہ بااثر طبقات خود کو ہر احتساب سے ماورا سمجھتے ہیں۔ اگر کسی کمزور پر قانون لاگو ہو تو یہ قابلِ قبول ہوتا ہے، لیکن جب سوال طاقتور سے کیا جائے، تو وہ توہین اور انتقام کی دوہائی دیتا ہے۔

تنقید نیب پر ہمیشہ ہوتی رہی ہے، لیکن اس کے باوجود نیب نے قابلِ ذکر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ سال 2023ء اور 2024ء کی مثال لیجیے۔ سندھ کے محکمہ جنگلات کی 2.29 ملین ایکڑ زمین، جس کی مالیت تقریباً 2.1 ٹریلین روپے تھی، صرف کراچی ڈویژن سے بااثر افراد سے واگزار کروا کر حکومت سندھ کے نام کی گئی۔

اسی طرح لاہور میں ایک معروف بلڈر کے کیس میں 16 ارب روپے کی پلی بارگین (plea bargaining) کے ذریعے متاثرین کو ریلیف فراہم کیا گیا۔ یہ بلڈر بیرونِ ملک فرار ہو چکے تھے، لیکن نیب نے ان سے قانونی طریقے سے معاملات طے کروائے۔

اگر مجموعی طور پر گزشتہ 25 برسوں کی کارکردگی دیکھی جائے تو نیب کو تقریباً 20 سے 25 ارب روپے کا بجٹ ملا، جبکہ اس دوران صرف کیش کی صورت میں 450 ارب روپے سے زائد کی براہ راست ریکوریاں کی گئیں، جب کہ بلاواسطہ ریکوریز جیسے زمینیں اور اثاثے اس کے علاوہ

ہیں۔فوڈ اسکینڈل میں بھی 10 ارب روپے کی چوری شدہ گندم واپس برآمد کی گئی۔
تاہم 2022ء میں نیب قوانین میں جو بنیادی نوعیت کی ترامیم کی گئیں، ان سے نہ صرف ادارے کی مؤثریت متاثر ہوئی بلکہ بدعنوانی کو قانونی تکنیکی نکات کے ذریعے تحفظ فراہم کر دیا گیا۔ مثلاً، یہ ترمیم کہ اگر بدعنوانی کی رقم 50 کروڑ سے کم ہو تو وہ نیب کے دائرہ اختیار میں نہیں آتی۔ یہ منطقی لحاظ سے مضحکہ خیز ہے۔ پھر پلی بارگین (plea bargaining) کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی، حالانکہ یہ طریقہ عالمی سطح پر تسلیم شدہ ہے، جس میں نہ صرف نیب کا داخلی نظام بلکہ عدالت بھی شامل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ، 2022ء کی ترامیم میں ایک اور افسوسناک تبدیلی یہ کی گئی کہ اگر کوئی بدعنوان شخص ملک سے باہر چلا جائے تو نیب کا قانون اس پر لاگو نہیں ہوگا۔ اس سے بیرونِ ملک فرار ہونے والوں کو کھلی چھوٹ دے دی گئی۔
پھر یہ شرط بھی عائد کی گئی کہ کسی پر مقدمہ اسی وقت بنے گا جب ثابت ہو کہ جس شخص کو فائدہ پہنچایا گیا، اس نے بدلے میں رقم ''اکاؤنٹ ٹو اکاؤنٹ'' طریقے سے دی۔ جبکہ جدید مالی لین دین میں ایسے واضح شواہد اکثر موجود نہیں ہوتے۔ پھر 2022ء کی ترامیم نے یہ بھی طے کر دیا کہ اگر کوئی مشکوک مالی لین دین نیب انکوائری کے آغاز سے پہلے ہوا ہو تو نیب اس پر سوال نہیں کر سکتا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے جرم سے پہلے تفتیش کو غیر قانونی قرار دے دیا جائے۔
کاروباری برادری کا بھی ہمیشہ سے یہ اعتراض رہا ہے کہ نیب انہیں ہدف بناتا ہے، حالانکہ اگر کوئی ٹیکس فراڈ، جعلی کمپنیاں، یا فیک انوائسس کے ذریعے قومی خزانے کو نقصان پہنچا رہا ہو تو اس کی جانچ پڑتال نیب کا قانونی فرض ہے۔ ایک کیس میں ایک دن کے اندر سیلز ٹیکس ریفنڈ کے طور پر کروڑوں روپے جاری کر دیے گئے۔ یہ سب جعلی کمپنیوں کے نام پر تھا۔
پاکستان میں ٹیکس چوری ایک عام روایت بن چکی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ بزنس طبقہ سب سے کم ٹیکس دیتا ہے جبکہ سب سے زیادہ مراعات اور ریفنڈز لیتا ہے، جو معیشت کی کمزوری کی ایک بڑی وجہ ہے۔
وائٹ کالر کرائم، جیسے منی لانڈرنگ، کرپشن، ٹیکس چوری وغیرہ، ان کے لیے دستاویزی ثبوت درکار ہوتے ہیں۔ نیب کے ہاں باقاعدہ پراسیس کے تحت کیسز پر کام ہوتا ہے۔ پہلے شکایات کا جائزہ، پھر انکوائری بورڈ، انویسٹیگیشن اور آخر میں عدالت میں ریفرنس۔
ایک مثال دوں: ایک عام ویلڈنگ کرنے والے کے اکاؤنٹ میں 1.5 ارب روپے کی ٹرانزیکشن سامنے آئی۔ جب پوچھا گیا تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ ایک نچلے طبقے کا شخص تھا، اور اس کا استعمال صرف ایک بے نامی کھاتے دار کے طور پر کیا گیا تھا۔
اصل حقیقت وہی جانتا ہے جو اصل فائلوں، بینکنگ ریکارڈز اور مالی ثبوتوں سے واسطہ رکھتا ہے۔ میڈیا بیانیے بناتا ہے، اور عوام اکثر انہی بیانیوں کو حقیقت مان لیتی ہے۔ لیکن نیب کے پاس جو حقائق اور شواہد ہوتے ہیں، وہ ناقابلِ تردید اور قانون کے مطابق ہوتے ہیں۔
احتساب ایک قومی ضرورت ہے۔ اس میں خامیوں کی اصلاح کی جا سکتی ہے، لیکن احتساب کے نظام کو کمزور کرنے یا اسے بے اثر بنانے کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ہم ایک مضبوط اور خوشحال پاکستان چاہتے ہیں تو ہمیں قانون کو طاقتور، اداروں کو خودمختار اور بدعنوانی کو ناقابلِ قبول بنانا ہوگا۔
لیفٹیننٹ جنرل معین الدین حیدر نے موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ:
احتساب کسی بھی معاشرے میں عدل، شفافیت اور قانون کی بالادستی کو یقینی بنانے کا ایک بنیادی ستون ہے۔ اگر ریاستی ادارے احتسابی عمل کو سنجیدگی سے لیں اور خود کو بھی قانون کے تابع رکھیں، تو نہ صرف بدعنوانی کا خاتمہ ممکن ہے بلکہ عوام کا اعتماد بھی بحال ہوتا ہے۔
فوج ایک ایسا ادارہ ہے جس نے داخلی احتساب کے ذریعے اپنے وقار کو قائم رکھا ہے۔ جہاں دیگر ادارے بدعنوانی کے الزامات پر چشم پوشی کرتے ہیں، وہیں فوج کے اندر ایسے کئی واقعات ملتے ہیں جہاں کورٹ مارشل کے ذریعے جرنیلوں سمیت کئی افسران کو سزائیں سنائی گئیں۔ سات سات سال قید اور حتیٰ کہ سزائے موت جیسے فیصلے اس امر کا ثبوت ہیں کہ ادارہ بدعنوانی پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرتا۔
پرویز مشرف کے دور میں چند شعبے ایسے تھے

جن پر انہوں نے ذاتی دلچسپی لے کر خصوصی توجہ دی۔ ان میں مقامی حکومت کا نظام، نیب (احتساب بیورو)، نادرا اور معیشت کی بہتری شامل تھی۔ وہ ان اداروں پر اس قدر وقت دیتے تھے کہ بعض اوقات دیگر معاملات پسِ پشت چلے جاتے۔ مگر ان کا مقصد ایک مضبوط اور شفاف نظام کی بنیاد رکھنا تھا۔
نیب کے ساتھ ملاقاتوں میں معین الدین حیدر کو صنعتکاروں کی شکایات سننے کو ملیں۔ نیب کا سخت رویہ اور توہین آمیز برتاؤ انہیں تکلیف دیتا تھا۔ اس پر انہوں نے تجویز دی کہ ملزم کو عزت سے بٹھایا جائے، چائے پانی پیش کیا جائے اور ایف بی آر کی رپورٹ دکھا کر اس سے واجب الادا رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا جائے تاکہ اس کا کاروبار بھی نہ رکے اور ریاست کو نقصان بھی نہ ہو۔ اس طریقے کی مثال ملائیشیا میں بھی دیکھی جا سکتی ہے، جہاں بدعنوانی کی صورت میں سزا کے بجائے مالی وصولی پر توجہ دی جاتی ہے۔
یہ حقیقت ہے کہ ابتدائی دنوں میں نیب کی موجودگی سے خوف کا ماحول پیدا ہوا اور کئی بینک نادہندگان وٹیکس چوروں نے رقم واپس کی۔ مگر جیسے جیسے سیاسی مداخلت بڑھی، نیب کے قوانین میں ترمیمات ہوئیں اور ان کی روح کمزور ہوتی گئی۔ سیاسی دباؤ، مفادات، سفارش اور نظامی رکاوٹوں نے احتسابی عمل کو دھندلا دیا۔
ہمارے دین نے ہمیشہ ایمانداری، عدل اور جوابدہی کا درس دیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ اگر ان کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتیں تو ان پر بھی شرعی حد نافذ ہوتی۔ مگر بدقسمتی سے آج کل نہ پیر فقیروں کی باتوں کا اثر ہوتا ہے، نہ وعظ و نصیحت کا۔ کرپشن میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ قوانین موجود ہونے کے باوجود عملدرآمد کمزور ہے۔ لیکن اب امید کی ایک کرن دکھائی دیتی ہے۔ حالیہ برسوں میں نیب نے کچھ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اگر یہ ادارہ نہ ہو، تو زمینوں پر قبضے، جعلی ہاؤسنگ سوسائٹیاں اور مالیاتی فراڈ کی یلغار قابو سے باہر ہو جائے۔ نیب کو مکمل طور پر آزاد، غیر جانبدار اور قانون کے مطابق کام کرنے دینا چاہیے تاکہ وہ بلا خوف و خطر بدعنوانی کا سدباب کر سکے۔ آخر میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ نیب کا وجود ملکی احتسابی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا مضبوط اور بااختیار ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے، تاکہ عوام کا اعتماد بحال ہو اور پاکستان ایک کرپشن فری ریاست بن سکے۔
فاضل اراکین شوریٰ نے موضوع کا تفصیلی جائزہ لیا۔ ان کی بحث اور تبادلہءخیال سے مندرجہ ذیل نکات مرتب ہوئے ہیں:
☆فوج کے اندرونی احتساب کا فعال نظام دیگر اداروں کے لیے ایک مثال بن سکتا ہے۔
☆نیب کو مکمل خودمختاری دی جائے تاکہ سیاسی دباؤ سے آزاد ہو کر کام کر سکے۔
☆احتساب کے قوانین کو بین الاقوامی ماڈلز کی روشنی میں مزید مؤثر بنایا جائے۔
☆پلی بارگین کے عمل کو شفاف اور عدالتی نگرانی میں رکھا جائے۔
☆بدعنوان افراد سے رقم کی واپسی پر زور دیا جائے بجائے محض قید کی سزا کے۔
☆احتساب کے ادارے کی کارکردگی کو عوام کے سامنے باقاعدگی سے پیش کیا جائے۔
☆نیب افسران کو میڈیا میں حقائق بیان کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ یکطرفہ بیانیہ نہ بنے۔
☆نیب کی رپورٹنگ پارلیمنٹ کو براہِ راست ہونی چاہیے تاکہ جوابدہی ممکن ہو۔
☆فوجی احتساب کے ماڈل کو سول اداروں میں بھی قابلِ عمل بنایا جائے۔
☆احتسابی عمل میں مذہبی اصولوں کی روشنی کو شامل رکھا جائے تاکہ اخلاقی بنیاد مضبوط ہو۔
☆احتسابی قانون سے متعلق ترامیم میں شفاف عوامی مشاورت کو شامل کیا جائے۔
☆نیب کی صلاحیت بڑھانے کے لیے جدید تربیت اور ٹیکنالوجی فراہم کی جائے۔
☆سیاستدانوں اور افسران کے اثاثہ جات کی سالانہ جانچ ضروری قرار دی جائے۔
☆کسی بھی انکوائری پر پابندی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ جرم سے پہلے کی ہو یا بعد کی۔
☆ترمیمی قوانین کو عدالت کے دائرہ اختیار سے محفوظ نہ رکھا جائے۔
☆سیاسی جماعتوں کو قانونی تبدیلیوں میں ذاتی مفادات سے گریز کرنا چاہیے۔
☆ایک واضح کرپشن تھریشولڈ کی بجائے ہر بدعنوانی پر کاروائی ہونی چاہیے۔
☆نیب کے دائرہ کار کو ملکی حدود تک محدود کرنے کی بجائے بین الاقوامی بنایا جائے۔

☆اداروں میں سیاسی بھرتیوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

☆نیب کو دوبارہ ٹیکس فراڈ پر کارروائی کا اختیار دیا جائے۔

☆ پلی بارگین (plea bargaining) کا قانونی طریقہ میڈیا پر واضح طور پر بیان کیا جائے۔

☆نیب کے ہاتھ باندھنے والی ترامیم کا ازسرنو جائزہ لیا جائے۔

☆طاقتور افراد کو بھی قانون کے تابع کیا جائے بغیر کسی رعایت کے۔

☆عوام کو احتسابی عمل پر اعتماد دلانے کے لیے آگاہی مہم چلائی جائے۔

☆غیر موثر اداروں کے متبادل کے طور پر نیب جیسے مضبوط ادارے کی ضرورت برقرار ہے۔

☆نیب پر تنقید کے ساتھ اس کی کامیابیوں کو بھی تسلیم کیا جائے۔

☆کرپشن کے مقدمات کو تیزی سے نمٹانے کے لیے خصوصی عدالتیں بنائی جائیں۔

☆مقدمات کے اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے ادارے کو مزید بجٹ دیا جائے۔

☆شفافیت کے لیے تمام کیسز کی معلومات عوامی پورٹل پر دستیاب ہونی چاہیے۔

☆نیب افسران کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے تاکہ وہ آزادانہ کام کر سکیں۔

☆نیب کے خلاف بدنیتی پر مبنی پروپیگنڈا روکنے کے لیے حقائق سامنے لائے جائیں۔

☆ترمیمی قوانین کو صرف وقتی مفادات کے بجائے طویل مدتی بہتری کے لیے بنایا جائے۔

☆احتساب کو کسی ایک طبقے تک محدود نہ رکھا جائے۔

☆عدالتوں کو نیب کے دائرہ اختیار پر بلاجواز اعتراضات سے باز رکھا جائے۔

☆نیب کے افسران کو وقتاً فوقتاً اخلاقی و پیشہ ورانہ تربیت دی جائے۔

☆معاشرتی رویے بھی احتسابی نظام کی مضبوطی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

☆ایف بی آر کو نیب کے ساتھ ڈیٹا شیئرنگ کے لیے پابند کیا جائے۔

☆ نچلے طبقے کو بلاوجہ تنگ کرنے سے احتسابی عمل کی ساکھ متاثر ہوتی ہے۔

☆احتساب میں تاخیر انصاف سے انکار کے مترادف ہے۔

☆عدالتوں کو نیب قوانین کی تشریح میں انصاف کے اصولوں کو مقدم رکھنا چاہیے۔

☆ملزم کو پہلے ہی مجرم ثابت کرنا قانون کے اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔

☆عوامی شفافیت کے لیے نیب کی کارکردگی پر سالانہ وائٹ پیپر جاری کیا جائے۔

☆نیب کی نگرانی کے لیے ایک خودمختار پارلیمانی کمیٹی بنائی جائے۔

☆بزنس کمیونٹی کو غیر ضروری ہراساں کرنے سے گریز کیا جائے۔

☆ مالی جرم اور غلط انتظامی فیصلے میں فرق کیا جائے۔

☆ سیلز ٹیکس ریفنڈ جیسے کیسز میں فوری ردعمل دیا جائے۔

☆عدالتوں کو ریکوری میں سود کی اجازت دینی چاہیے تاکہ ریاستی نقصان پورا ہو۔

☆پلازے اور جائیدادیں کم عمر میں خریدنے والوں کی مکمل تفتیش ہو۔

☆سفید پوش چہروں کے پیچھے اصل ذرائع آمدن کی چھان بین ہو۔

☆غیر قانونی ریفنڈز اور جعلی کمپنیوں کی شناخت کا ایک جامع نظام بنایا جائے۔

☆معاشی زوال میں کرپشن کا کردار کھل کر تسلیم کیا جائے۔

☆تنقید کے ساتھ مثبت پہلو بھی زیرِ بحث لائے جائیں۔

☆میڈیا کو غیر جانبدار احتسابی کوریج کا پابند بنایا جائے۔

☆پبلک آفس ہولڈرز کی غیر معمولی دولت کا فوراً حساب لیا جائے۔

☆عدالتی عمل کو شفاف اور عوامی اعتماد کے مطابق بنایا جائے۔

☆نیب افسران کی کارکردگی پر میرٹ پر انعام و سزا کا نظام ہو۔

☆ ملکی وسائل کے ضیاع پر قومی کمیشن بنایا جائے۔

☆جائیدادوں کے بے نامی مالکان کا کھوج لگانے کے لیے ٹیکنالوجی استعمال کی جائے۔

☆ کرپشن کو معاشرتی جرم کے طور پر بھی اجاگر کیا جائے۔

☆شفاف پراجیکٹ مینجمنٹ سسٹم کے بغیر

ترقیاتی فنڈز ضائع ہوتے ہیں۔

☆سابقہ مقدمات کی مثالوں سے نئی پالیسی بنائی جائے۔

☆پلی بارگین کو بدنام کرنے کی بجائے اس کے فوائد پر روشنی ڈالی جائے۔

☆کاروباری طبقے کی شکایات پر سنجیدگی سے غور کیا جائے۔

☆سیاسی ترمیمات سے پہلے نیب کی مشاورت کو لازمی قرار دیا جائے۔

☆قوانین کو بار بار بدلنے سے اداروں کا استحکام متاثر ہوتا ہے۔

☆ترمیمی قوانین کے تحت واپس ہونے والے کیسز کا آزادانہ جائزہ لیا جائے۔

☆نیب کی غیر جانبداری کو یقینی بنانے کے لیے تقرریاں شفاف ہوں۔

☆ترمیمی قوانین کو عدالت میں چیلنج کرنا عوامی حق ہونا چاہیے۔

☆کرپشن کے خلاف بچوں میں شعور اجاگر کیا جائے۔

☆ہر ادارے کو اندرونی احتسابی نظام قائم کرنا چاہیے۔

☆بزنس لابی کو قانون سازی میں براہِ راست اثر انداز نہ ہونے دیا جائے۔

☆کرپشن کو ''نارمل'' سمجھنے کی سوچ کے خلاف مہم چلائی جائے۔

☆احتسابی ادارے کی دیانتداری کو سیاست سے دور رکھا جائے۔

☆قانون سازی میں سول سوسائٹی کی رائے کو شامل کیا جائے۔

☆کرپشن کی روک تھام کے لیے مالیاتی نگرانی کے ادارے مضبوط کیے جائیں۔

☆غیر ملکی جائیدادوں کی مکمل تفصیلات عوامی سطح پر لائی جائیں۔

☆صرف ریفرنس فائل کرنا کافی نہیں، فیصلوں تک پہنچنا بھی ضروری ہے۔

☆نیب افسران کی میڈیا پر خاموشی قانون کی کمزوری ہے، اسے ختم کیا جائے۔

☆نیب کو آزادی سے رپورٹ شائع کرنے کی اجازت دی جائے۔

☆نیب کو خاموش کر دینا بدعنوانوں کو کھلی چھوٹ دینا ہے۔

☆ترمیمی قوانین کو پارلیمان میں کھلے مباحثے کے بعد منظور کیا جائے۔

☆احتساب کو عدالتوں کی بجائے قانون سازی سے کمزور کرنا جمہوریت کے خلاف ہے۔

☆نیب کی خودمختاری آئینی تحفظ کے ساتھ یقینی بنائی جائے۔

☆ہر صوبے میں نیب کی کارکردگی کا علیحدہ تجزیہ کیا جائے۔

☆سرکاری افسران کی جانب سے کرپشن کو صرف معطلی سے نہ نمٹایا جائے۔

☆پبلک آفس ہولڈرز پر اثاثہ جات ظاہر کرنا لازم قرار دیا جائے۔

☆کرپشن سے متاثرہ افراد کو فوری انصاف دلانا ضروری ہے۔

☆سویلین ادارے فوجی اداروں سے احتساب سیکھیں۔

☆پرائیویٹ سیکٹر کے بڑے اسکینڈلز کی تحقیقات بھی نیب کرے۔

☆پلی بارگین کی شفاف معلومات ویب سائٹ پر فراہم کی جائیں۔

☆سوشل میڈیا پر نیب کی کارکردگی کا فعال بیانیہ بنایا جائے۔

☆ہر کامیاب ریکوری کی تفصیل عدالت کے ذریعے عوام کے سامنے لائی جائے۔

☆اگر کسی نے غیر قانونی فائدہ دیا، تو اس کے پیچھے کی سازش بھی بے نقاب کی جائے۔

☆NAB کو بدعنوان عناصر کی سہولت کاری پر بھی کارروائی کا اختیار ہو۔

☆نیب کو مکمل ڈیجیٹل فائلنگ اور ریویو سسٹم دیا جائے۔

☆جعلی بینک اکاؤنٹس کے ذریعے ٹرانزیکشن پر فوری انکوائری لازم ہو۔

☆احتسابی نظام کو اخلاقیات اور قانون دونوں پر مبنی بنایا جائے۔

☆سیاستدانوں کے ساتھ افسران، تاجروں اور وکلا کا بھی احتساب ہونا چاہیے۔

☆نیب کو ہر سطح پر تکنیکی، مالی، قانونی معاونت فراہم کی جائے۔

☆نیب کا دائرہ اثر تمام اداروں پر یکساں لاگو ہونا چاہیے، بلا امتیاز۔

ہمدرد شوریٰ (پشاور) اجلاس

ہمدرد شوریٰ (پشاور) کے اجلاس میں پروفیسر ڈاکٹر عدنان سرور خان (اسپیکر)، محترم سید مشتاق حسین

بخاری (ڈپٹی اسپیکر)، محترم جسٹس وجیہہ الدین، محترم پروفیسر حامد محمود، محترم قاری شاہد اعظم، محترم ڈاکٹر اقبال خلیل، محترم ڈاکٹر سعید انور، محترم ملک لیاقت علی تبسم ، محترم حاجی غلام مصطفی، محترم عبدالحکیم کنڈی ،محترمہ ناز پروین، محترمہ ڈاکٹر سیما شفیع ،مبصرین میں محترم صادق الرحمن، محترم جمشید خان ، محترمہ شازیہ شریف، ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان (پشاور) سے محترم محمد خالد اور محترم عابد شاہ نے شرکت کی۔ اجلاس میں محترم جسٹس (ر) خالد محمود صاحب (سابق جج پشاور ہائیکورٹ) کو بہ طور مہمان مقرر مدعو کیا گیا۔

مہمان مقرر محترم جسٹس (ر) خالد محمود صاحب نے اپنے کلیدی خطاب میں مذکورہ موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ:

آج کا موضوع وہ دُکھتی رگ ہے جس کا پاکستان بری طرح اسیر ہے، یوں تو دنیا میں بہت سے ممالک میں کرپشن، بد دیانتی عروج پر ہے، لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اُن میں پاکستان بھی شامل ہے، احتساب، بد دیانتی اور کرپشن آج کی بات نہیں ہے، کرپشن اور بد دیانتی ہمارے ملک کی آزادی سے پہلے یعنی شہنشاہیت کے دور میں اور پھر انگریزوں کے دور میں بھی ہمیں نظر آتی ہے۔ انگریزوں کے دور میں بھی وہی لوگ معاشرے میں آگے جاتے جو افسران کے پاس تحفے تحائف لے کر جاتے تھے، رشوت کی بنیاد وہیں سے رکھی گئی، کرپشن صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ امریکہ، فرانس اور برطانیہ سب اس میں برابر کے شریک ہیں۔ ہم جب ماضی کی طرف مڑ کے دیکھتے ہیں تو تاریخ عالم میں انفرادی اور اجتماعی تباہی کا سبب احتساب سے بے خوفی رہا ہے، جب ایک فرد احتساب سے بے خوف ہو جاتا ہے تو ظاہر ہے اس سے جو قوم بنے گی وہ بھی بے خوف ہو گی اور قوم تباہی کی طرف جائے گی۔ ہم قرآن پاک میں جب عاد و ثمود اور دوسری اقوام کی تباہی کی طرف دیکھتے ہیں تو ایک چیز ہم سے اوجھل ہو جاتی ہے کہ اس قوم میں بھی بے خوفی تھی، ڈر نہیں تھا کہ ہم جو گناہ اور جرم کر رہے ہیں اس کی پُرسش ہو گی تو اس وجہ سے وہ قومیں تباہ ہوئیں۔ چوری، زنا، جھوٹا بولنا اور بد دیانتی ہر مذہب، ہر جگہ، ہر ملک، ہر قانون میں حرام ہے، ہر ملک میں قانون یکساں ہے، لیکن اصل چیز اس پر عمل کرنا ہے، کہ عمل کرنے والا کیسا ہے، ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم پہلے بادشاہوں کے غلام تھے، پھر انگریزوں کے غلام ہوئے اب ہم ابنِ غلام ہیں۔ ہمارے ملک کے ہر فرد کا یہ ذہن بن گیا ہے کہ جب تک میرا کام نہیں ہوتا، میں اس کا کام کیوں کروں اور درجہ بدرجہ یہ سلسلہ اوپر تک چلا گیا ہے۔ ملک کے جتنے شعبہ جات ہیں اُن میں اتنی دیمک لگ چکی ہے کہ نظام بالکل بوسیدہ ہو چکا ہے۔ ہمارا ملک اگر چل رہا ہے، اس میں کچھ زندگی ہے تو اس کی وجہ اس میں موجود کچھ بہت دیانتدار لوگ ہیں، اگر سب بد دیانت ہو جائیں تو ملک اُسی دن ختم ہو جائے گا، انہی شعبہ جات میں آپ کو اچھے افسران بھی ملیں گے، اتنے اچھے اور دیانتدار کہ آپ بڑے بڑے بزرگ بھول جائیں گے، ہمیں دوسروں کی کرپشن کو روکنے کے بجائے اپنے گریبان میں بھی جھانکنے کی ضرورت ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ ہم چوری کو چوری نہیں سمجھتے، دودھ میں ملاوٹ، دوائی میں ملاوٹ، کرپشن صرف یہ نہیں ہے کہ پٹواری، تحصیلدار یا پولیس ملوث ہے بلکہ کرپشن دودھ میں پانی ملانا بھی ہے، دو نمبر دوائیں بیچنا بھی ہے، ملاوٹ والے مصالحہ جات بیچنا بھی ہے، یہاں آکر ہم کیوں اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ ادارے ہم سے بنتے ہیں، انسانوں سے بنتے ہیں، جب تک حضرت انسان ٹھیک نہ ہو تو ادارے ٹھیک نہیں ہونگے، ہمارا ملک اتنا دولت مند ہے، ہمارے پاس بہت وسائل ہیں، بس کمی ہے تو دیانت، امانت اور صداقت کی۔ ماضی میں اینٹی کرپشن کا ادارہ بنا، نیب کا ادارہ بنا، کئی کرپٹ افسران کو سسٹم سے نکالا گیا، ہمارے ملک میں احتسابی عمل کے لیے، کرپشن کو ختم کرنے لیے وقت کے ساتھ ساتھ کوششیں ہوتی رہیں، مگر شفاف احتساب کی وہ قدر و منزلت اب نہیں رہی، قانون پر عمل کے لیے دیانتداری بنیادی چیز ہے، ہم جب قانون بناتے ہیں تو خوش ہو جاتے ہیں کہ اس سے شاید نتیجہ نکلے، مگر بدقسمتی یہ ہے کہ اس سے مطلوبہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا، نتائج برآمد نہ ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پراسیکیوشن کیس کمزور تیار کرتی ہے، پراسیکیوشن کے بعد گواہ کا مسئلہ آتا ہے، گواہ کا بیان ریکارڈ ہو جاتا ہے، تو پراسیکیوشن اس میں بے بس ہوتی ہے، اسی طرح گواہ کے لیے اتنے پریشر کو برداشت کرنے کے بعد گواہی دینا جرات مندانہ ہے، ایک کیس کو لمبا کرنا، پھر اپیل کرنا،

ایک کیس سے کئی کیسز نکال کے سپریم کورٹ تک چلے جاتے ہیں،جس سے نتائج تعطل کا شکار رہتے ہیں۔ جب تک ہم درست نہیں ہونگے، اُس وقت تک نظام درست نہیں ہو سکتا۔ طہارت نصف ایمان ہے، آپ کسی بھی ملک میں چلے جائیں اتنی گندگی نظر نہیں آئے گی، جتنی ہمارے ملک میں ہے۔کوئی قوم اُس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک اُس میں صفائی اور طہارت نہ ہو،طہارت کے ساتھ ذہنی طہارت اور پاکیزگی بھی ناگزیر ہے ۔ دوسری بڑی بات جھوٹ ہے،اسلام میں جھوٹ کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔احتساب اپنی ذات سے شروع ہوتا ہے، احتسابی عمل سے بے خوفی کی وجہ سے جرائم کا ارتکاب ہوتا ہے، اسی لیے یوم حساب رکھا گیا ہے۔دنیا کے عمل کی آپ کو جوابدہی کرنی پڑے گی،ہمیں خود احتسابی کی ابتداء اپنے آپ سے کرنی ہو گی۔اللہ تعالیٰ ہم میں خود احتسابی کا جذبہ پیدا کرے۔

فاضل اراکین شوریٰ کی جانب سے اجلاس میں درج ذیل نکات پیش کیے گئے:

☆ایک قوم جس کو اسلام جیسا خوبصورت دین ملا ہو، رسول کریم ﷺ جیسے لیڈر، پھر خلفائے راشدین اور پھر قائداعظم اور علامہ اقبالؒ جیسے دیانتداری کے علمبردار ملے ہوں، تو وہ قوم کیسے ٹھیک نہیں رہ سکتی، سمجھ نہیں آتی،نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ پیسے کا ان پر بہت بڑا غلبہ ہے اور طاقت کا بھی۔طاقت اور دولت کا اتنا زیادہ رجحان شاید مادیت پرستی کی وجہ سے آتا گیا،ایک نے گھر بنایا تو دوسرا کہے گا میں اس سے اچھا گھر بناؤں۔اصل بات یہ ہے کہ جب ہم ٹھیک ہو جائیں گے تو جمہوریت بھی ٹھیک چلے گی اور سب کچھ ٹھیک چلے گا۔

☆افسوس کہ احتساب ہوتے ہوئے نظر نہیں آرہا، نہ احتساب کی کوشش کامیاب ہوئی، ہم باتیں کرنے کے شیر ہیں، صبح شام اچھی باتیں کرتے ہیں مگر جب عمل کا وقت آتا ہے تو پھر ہم ایک دوسرے کی شکل دیکھتے ہیں،اصل بات یہ ہے کہ کون کس کا احتساب کرے گا، احتساب کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جو احتساب کرنے والا ہے وہ بڑا پاک، صاف ، نیک اور کوالیفائیڈ ہو، کیونکہ دنیا میں کہیں چور چور کا احتساب نہیں کرسکتا۔مسئلہ یہ ہے کہ نظام کیسے ترقی کرے گا، سب سے پہلے قانون سب کے لیے برابر ہونا چاہیے، مگر ایسا بالکل نہیں ہے۔ہم وہی پرانے سسٹم میں بیٹھے ہیں، بھرتیاں میرٹ پر ہونی چاہییں، حقدار کو اُس کا حق ملنا چاہیے،ہمیں اپنے آپ کو درست کرنے کی ضرورت ہے، ایک سسٹم بنانے کی ضرورت ہے۔ سزائیں بہت ضروری ہیں، احتساب ضروری ہے، اگر ہم کرپشن ختم نہیں کرینگے تو ہمارے ملک کی جڑیں کھوکھلی ہی رہیں گی۔

☆رسول کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں ہمیں یہ چیزیں بتلا دیں، کہ احتساب کیا ہوتا ہے۔ ہمیں دوسری اقوام کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں، ہم مسلمان ہیں، ہم اللہ کی بات، اللہ کے رسول ﷺ کی بات سمجھتے ہیں، لیکن ہماری بدبختی کی انتہا یہ ہے کہ ہم اللہ کو ایک مانتے ہیں مگر اللہ کی ایک نہیں مانتے۔ ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے، ہر بندہ اپنے معاملات کا ذمہ دار ہے، اور اُس سے پوچھا جائے گا۔جب تک ہم دین پر عمل نہیں کرتے، ہم ترقی نہیں کرسکتے۔ ہمارے زوال کی اصل وجہ دین سے دوری ہے۔

☆گزشتہ کچھ عرصے میں ہم نے پاکستان میں جو دیکھا ہے کہ جب بھی کوئی مضبوط سیاسی قیادت ملک میں آئی ہے، تو اُنہوں نے کرپشن کو نکیل ڈالنے کی کوشش کی ہے اور اُس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوئی ہے، اس لیے حکومتی سطح پر چاہے کرپشن کتنی بھی عام ہو،ایک مضبوط سیاسی حکومت اس دور میں بھی کرپشن کو ختم کرسکتی ہے، پہلے سفارش پر کام چل جاتا تھا، اب سفارش سے بھی کام نہیں چلتا،صوبے کی صورتحال مایوس کُن ہے۔

☆احتساب ایک ایسی چیز ہے، جس سے مراد فرد، گھر، ادارے اور حکومتیں ہیں۔سب کے لیے اس کی اہمیت ہے، اگر احتساب نہیں ہوگا تو فرد بھی بگڑے گا، گھر بھی بگڑے گا، معاشرہ بھی بگڑے گا اور قوم بھی بگڑے گی، ہم اپنی کوتاہیوں کے سبب بھگت رہے ہیں، جب تک عدم مطابقت رہے گی، چیزیں بہتر نہیں ہوسکتیں، عدم مطابقت صرف فکر میں نہیں، عمل میں بھی ہے، آپ دستور دیکھیں تو آپ کو ہر چیز اُس میں مل جائے گی۔

☆حضرت علیؓ کا ایک قول ہے ''ایک معاشرہ کفر کے نظام پر چل سکتا ہے مگر نا انصافی کے

نظام پر نہیں چل سکتا''۔ ہم کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں، اس دنیا میں پاکستان کی کیا حیثیت ہے، دنیا کے جو پیمانے بنائے گئے ہیں اُن میں پاکستان کی ایمانداری کی پوزیشن اور کرپشن کہاں پر ہے۔ دیگر ممالک ایمانداری میں ہم سے بہت آگے ہیں، ہر بندہ اپنے اعمال کا خود جوابدہ ہے،ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر بندہ اپنا احتساب خود کرے، اور پھر دوسروں کی طرف دیکھے کہ اگر وہ غلط کام کر رہے ہیں تو اُن کو بھی روکے۔

☆ پاکستان کے موجودہ نظام میں کسی ایک ادارے کو نشانہ نہیں بنایا جا سکتا،سوال یہ ہے کہ کوئی متبادل نظام ہے کہ جو سب کچھ ٹھیک کرے؟ اگر ہے تو اس کو کس طریقے سے نافذ کیا جا سکتا ہے اور اس کے خدوخال کیا ہونگے۔ جب تک پورا نظام ٹھیک نہیں ہو جاتا، قطعاً شفاف احتساب ممکن نہیں۔

☆ نظام تو ہمیں 14 سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے دے دیا تھا، ہم بدقسمتی سے کیا کر رہے ہیں، ہم نے اُس نظام کو، دستور کو اور آئین کو چھوڑ دیا، ہمیں کسی آئین کی ضرورت نہیں، ہمارے پاس قرآن کریم ہے، ہم اس پر عمل کریں تو تمام مصائب سے نکل سکتے ہیں۔ ہم نے اللہ رب العزت کے احکامات کو ترک کر دیا، آج ہماری معیشت، ہماری زندگی ہم پر تنگ ہو رہی ہے، ہمیں چاہیے کہ قرآن کریم کے احکامات پر عمل کریں۔ جب تک ملک میں شفاف نظام نافذ نہیں ہوگا، ہماری حالت یہی رہے گی۔

☆ ہمارا معاشرہ ایسا بن گیا ہے کہ اگر کوئی انسان خود احتسابی کے عمل سے خود کو گزارتا ہے، اور اُس میں تبدیلی آنا شروع ہوتی ہے تو اُس کے راستے میں بھی رکاوٹیں کھڑی کر دی جاتی ہیں، خود احتسابی ہم کرتے نہیں، جو کرتے ہیں اُس کے راستے میں بھی روڑے اٹکائے جاتے ہیں، ہمیں دوسروں کے راستے کا روڑہ نہیں بننا، جب تک خود صحیح راستے پر نہ ہو۔ ہم دنیاوی چیزوں کے پیچھے پڑے ہیں، ہم نے جس دن اللہ کی قدر کرنا شروع کر دی، ہم خود احتسابی کے عمل سے بہت آگے نکل کر صراط مستقیم کے راستے پر آجائینگے۔

☆ موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ ہم دیانتدار لوگوں کو آگے لائیں، تاکہ موجودہ نسل جن پر مایوسی کے بادل چھائے ہیں، اُن کو نئے مستقبل کی نوید مل سکے، کرپشن تو ہو رہی ہے، اور زور و شور سے ہو رہی ہے، ہمیں کرپشن کی وجوہات پر بھی غور کرنا ہوگا، آمدنی کم، خرچ زیادہ ہے، ہمیں کرپشن پر مجبور بھی تو کیا جا رہا ہے، اور اس کی ذمہ دار موجودہ حکومت ہے، ہمیں سب سے پہلے نظام کو ٹھیک کرنا ہوگا، حکومت کی طرف سے اصلاحات نافذ کرنی ہونگی، خود احتسابی کے لیے ہمیں اپنے اندر کو مضبوط بنانا چاہئے، انشاء اللہ حالات بہت بہتر ہو جائینگے۔

☆ اجلاس کے آخر میں مہمان مقرر کو ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کی جانب سے کتابوں کا خصوصی تحفہ پیش کیا گیا۔

ہمدرد شوریٰ (لاہور) اجلاس

ہمدرد شوریٰ (لاہور) کے اجلاس میں محترمہ جسٹس (ر) ناصرہ اقبال (اسپیکر)، محترم قیوم نظامی (ڈپٹی اسپیکر)، محترم ڈاکٹر میاں محمد اکرم (قائم مقام اسپیکر)، محترم عمر ظہیر میر (قائم مقام ڈپٹی اسپیکر)، محترم شاہد علی خان، محترم احمد اویس، محترم پروفیسر نصیر اے چوہدری، محترم رانا امیر احمد خان ایڈووکیٹ، محترم کاشف ادیب جاودانی، محترم پروفیسر ڈاکٹر شفیق جالندھری، محترمہ ڈاکٹر سمعیہ راحیل جبکہ مبصرین میں محترم پروفیسر ڈاکٹر مجاہد منصوری، محترم سرفراز سید، محترمہ ڈاکٹر پروین خان، محترمہ رضا ریاض، محترمہ ڈاکٹر کنول فیروز، محترم محمد نصیر الحق ہاشمی، محترم اے ایم شکوری، محترم احمد ہمایوں، محترم رفاقت حسین رفاقت، محترم انجینئر محمد آصف، محترم طبیب عمر توصیف، محترم پروفیسر حکیم میاں محمد سعید، محترم خالد اعجاز مفتی، محترم پروفیسر مشکور اے صدیقی، محترم ڈاکٹر یاسر معراج، محترم جمیل احمد سلیمی، محترم شیراز الطاف، محترم رضوان نصیر، محترم قاری فاروق اکرم اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان (لاہور) سے محترم سید علی بخاری نے شرکت کی۔

اجلاس میں محترم سید ڈاکٹر طارق شریف زادہ (سیرت اسکالر و صدر نشیں پاکستان سیرت مرکز) کو بہ طور مہمان مقررین مدعو کیا گیا۔

محترم ڈاکٹر سید طارق شریف نے اپنے کلیدی خطاب میں مذکورہ موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ:

مجھے دنیا کے ایک سو چار ممالک کے سفر کرنے کا موقع ملا، جہاں حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے متعلق کھل کر اظہار خیال کیا اور اس امر کی بنیاد شہید حکیم محمد سعید نے 9 مارچ 1978ء کو رکھی جب ''پیارے رسول ﷺ کے 100 واقعات'' پر مشتمل ایک کتاب مجھے تحفہ کی طور پیش کرتے ہوئے کہا کہ روزانہ ایک واقعہ پڑھنا اور اس پر مجھے خط لکھنا جس نے میری زندگی کا رخ بدل دیا، آج میری تمام اساس کا ذریعہ، حکیم صاحب کی تربیت کا یہ انداز تھا۔ اللہ تعالی ان کے خیر کے کاموں کے لیے ہمیں بھی صدقہ جاریہ بنائے اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ اسلام نے ہمیں آخرت کے تصور کے ساتھ احتساب کا تصور بھی دیا، دنیاوی چمک سے فی نفسہ انسان بچ نہیں سکتا جب تک اس کے اندر آخرت اور جواب دہی کا یہ تصور رچ بس نہ جائے۔ آپ کی زندگی بھی اسی ایک نقطہ کے گرد گھومتی نظر آتی ہے کہ آقا کریم ﷺ ہمیں بتاتے ہیں کہ ایک احتساب کا عمل اس دنیا کے اندر موجود ہے اور دوسرا اس زندگی کے بعد کا۔ ہمیں اپنے نصاب کی پانچویں جماعت تک پڑھایا جانے والے دینی نصاب کو ہمیں خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے، پانچویں جماعت تک ہمیں جو دین پڑھایا گیا ہے اگر اسی پر کاربند ہو جائیں تو یہ دنیا و آخرت میں ہمارے لئے کافی ہے لیکن بحیثیت طالب علم آج بھی ہمیں دین کے بارے میں بہت کچھ سیکھنے سمجھنے کا موقع ملتا ہے کیا محض وہ ہماری سماعت کی لذت تک رہتا ہے یا پھر عمل سے اس کی خوشبو بھی آنا شروع ہوتی ہے۔

ہم اپنے رسول ﷺ کی خدمت میں اپنی جان و مال عزت و آبرو قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں اور ہر ذی شعور اس کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا کہ رسول پاک ﷺ سے جو ہمارا واسطہ ہے اور جنہیں کفار بھی صادق اور امین کی حیثیت سے زیادہ جانتے تھے لہٰذا جب ہم تنہائی میں ہوں تب اپنے اپنے انداز سے ہمیں اپنے آپ سے سوال کرنا چاہیے کہ ہم کائنات کے سب سے زیادہ سچے، امانت دار اور محبت کرنے والے رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں وہ جو دنیا کے آخری ایام میں سفر کے دوران اپنے ایک صحابی کو بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرا کسی پر کوئی حق ہے تو وہ مجھ سے ابھی وصول کر لے۔ رسول رحمت ﷺ نے اپنے عمل سے یہ مثال قائم کی کہ جہاں حق تلفی کا اہل ایمان کو زرہ برابر گمان بھی ہو تو وہاں احتساب کا عمل پوری توانائی کے ساتھ نظر آنا چاہیے۔ اجلاس میں پاکستان میں موثر اور شفاف احتساب کے لیے تجاویز پیش کی گئیں جن میں کہا گیا کہ:

☆شفاف احتساب کے لیے احتساب کے اداروں نیب، ایف آئی اے کو سیاسی مداخلت سے آزاد کرنا ہوگا۔

☆ چیئرمین نیب اور دیگر اہم عہدوں پر تقرری کے لیے پارلیمانی کمیٹی کی منظوری کو لازمی قرار دیا جائے۔ ان اداروں کی مالی اور انتظامی خودمختاری کو آئینی تحفظ دیا جائے۔

☆ یکساں احتساب کے حوالے سے احتساب کا عمل صرف سیاستدانوں تک محدود نہ ہو بلکہ دیگر تمام شعبوں اور ان کے علاوہ این جی اوز مذہبی اور سماجی تنظیموں سمیت ہر ایک پر اس کا اطلاق ہو۔ تحقیقات کا طریقہ کار، باقاعدہ عوام کے سامنے ہو۔

☆ جھوٹے مقدمات اور سیاسی انتقام کے مقدمات کی روک تھام کے لیے ''فیک کیس'' کی نشاندہی اور سزا کا نظام متعارف کروایا جائے۔

☆عدالتی نگرانی اور وقت کی پابندی کے حوالے سے احتساب عدالتوں کو ٹائم فریم دیا جائے کہ وہ مقدمات مخصوص مدت میں مکمل کریں۔

☆سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کی نگرانی میں مقدمات کی جانچ پڑتال ہوتا کہ انصاف کا معیار برقرار رہے۔

☆احتساب کے نظام میں عوامی شرکت، سول سوسائٹی کی شمولیت اور پارلیمانی نگرانی کے ساتھ ساتھ ذرائع ابلاغ کے ساتھیوں کو بھی مثبت کردار دیا جائے۔

☆شہریوں کو شکایت درج کرانے کا آسان اور محفوظ طریقہ فراہم کیا جائے۔ مالیاتی اور اثاثہ جات کی شفافیت کے لیے تمام عوامی عہدے داروں جن میں ممبرز صوبائی اسمبلی وممبرز قومی اسمبلی، وزراء، ججز صاحبان اور افسران بالا کے اثاثوں کی سالانہ تفصیلات عوام کے سامنے لانا لازم قرار دیا جائے ان تفصیلات کا باقاعدہ

آڈٹ اور جانچ پڑتال ہونی چاہیے۔

☆ انفارمیشن ٹیکنالوجی جیسی جدید سہولتوں سے استفادہ کیا جائے اور ان کا استعمال کرتے ہوئے ای گورننس، بلاک چین اور ڈیجیٹل ٹریس ایبیلیٹی سسٹمز کے ذریعے مالیاتی لین دین اور سرکاری فیصلوں کو محفوظ اور شفاف بنایا جائے۔ اسی طرح آن لائن پورٹل کے ذریعے عوامی رسائی ممکن ہو۔

☆ اگر کسی ادارے یا افسر نے جھوٹا یا سیاسی بنیاد پر مقدمہ بنایا تو اس کے خلاف بھی کارروائی کا نظام ہو اس سے اداروں کی خود اصلاحی صلاحیت بڑھے گی۔

☆ تعلیم اور شعور و آگاہی کی بیداری کے حوالے سے احتساب اور دیانتداری کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

☆ عوامی آگاہی مہمات چلائی جائیں تاکہ لوگ کرپشن کو ناپسند کریں اور احتساب کے عمل کی حمایت کریں۔

☆ بین الاقوامی شراکت داری کے لیے عالمی سطح پر موجود اداروں ''ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل'' کے ساتھ تعاون کیا جائے تاکہ احتسابی نظام کی ساکھ بین الاقوامی طور پر بھی بہتر ہو سکے۔

☆ بدعنوانی کے خلاف قانون سازی غیر جانبداری اور بغیر کسی مالیاتی حد کو مدنظر رکھ کر کی جائے۔

☆ مفتیان کرام کے فتویٰ کے مطابق اگر چور سے برآمد شدہ مال حد سرقہ کے شرعی نصاب کے برابر ہو تو اس پر حد جاری کی جائے (یعنی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا)۔ تاہم اگر چوری شدہ مال نصاب سے کم ہو تو اس پر حد سرقہ جاری نہیں ہوگی۔ یعنی اتنی مقدار پر چوری کی سزا ہے تو کرپشن پر بھی اتنی ہی مقدار پر سزا ہونی چاہیے، نا کہ 5 کروڑ سے نیچے کرپشن کو نیب سے استثنیٰ حاصل ہو۔

☆ عوام کو بھی احتساب کے عمل میں آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

☆ سوشل میڈیا کو ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنے کے بجائے اس کے مثبت استعمال کو فروغ دیا جائے۔

☆ ہمیں احتساب کا عمل اپنے آپ سے شروع کرنا ہوگا، اشرفیہ کو بھی خوش دلی خود کو احتساب کیلئے پیش کرنا چاہیے، کسی پر انگلی اٹھانے کے بجائے سب سے پہلے اپنے آپ کو بہتر کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے، گلی محلوں میں احتساب کمیٹیاں بنائی جائیں جو موثر انداز میں کرپشن کے تدارک کیلئے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اقدامات کریں اور ملک کی ترقی و خوشحالی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

کرپشن صرف روپے پیسے کی نہیں ہے بلکہ لیت و لال سے کام کرنا اور اختیارات کا ناجائز استعمال بھی کرپشن کے زمرے میں آتا ہے، ہمیں ان سب سے ہر صورت خود بھی بچنا چاہئے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرنی چاہئے۔

ہمدرد شوریٰ (راولپنڈی/اسلام آباد) اجلاس

ہمدرد شوریٰ (راولپنڈی/اسلام آباد) کے اجلاس میں محترم پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد، محترم حکیم بشیر بھیروی، محترم ڈاکٹر فرحت عباس، محترم ڈاکٹر افضل بابر، محترم نعیم اکرم قریشی، محترم اسلام الدین قریشی، محترم پروفیسر زاہد علی قریشی، محترم ڈاکٹر محمود الرحمن، محترمہ سلمیٰ قاصر، محترم تنویر نصرت جبکہ مبصرین میں محترم راجہ عبدالقیوم، راجہ تصویر خان جوہر اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان (راولپنڈی/اسلام آباد) سے محترم حیات بھٹی نے شرکت کی۔ اجلاس میں محترم ڈاکٹر ریاض احمد نے فرمایا کہ:

ہماری اسلامی تعلیمات خاص طور پر خود احتسابی کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ یہ ملک اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہے اس کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ قانون کی حکمرانی پر عمل درآمد کیا جائے اور طاقتور کو احتساب کے کٹہرے میں لایا جائے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جن قوموں نے ترقی کی ہے انہوں نے انصاف کی حکمرانی اور احتساب کا بہترین نظام وضع کیا ہے۔

فاضل اراکین شوریٰ کی جانب سے اجلاس میں درج ذیل نکات پیش کی گئیں:

☆ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ بدعنوانی ہے۔ سماجی، معاشی اور سیاسی مسائل بھی کرپشن کی وجہ سے ہیں۔ شفاف اور منصفانہ احتسابی عمل کی سخت ضرورت ہے۔ قانون کی بالادستی کے لیے اور

عوامی اعتماد کو قائم رکھنے کے لیے احتساب کا عمل جاری رہنا ضروری ہے۔کرپشن فری نظام سرمایہ کاری کو فروغ دیتا ہے۔سست عدالتی نظام اور سیاسی انتقام کے لیے احتساب کا عمل ہونا، احتساب میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے۔احتسابی اداروں کی خودمختاری،عوامی شعور کی بیداری اور سیاست سے بالا تر غیر جانبدار احتساب ہونا ضروری ہے کیونکہ احتسابی نظام ٹھیک ہو گا تو معاشرہ بھی ترقی کرے گا اور ملک بھی ترقی کی منازل طے کرے گا۔

☆احتساب ایک ایسا اصولی،سماجی اور قانونی عمل ہے جس کے بغیر کوئی معاشرہ شفافیت، دیانت داری اور انصاف کی بنیاد پر قائم نہیں رہ سکتا یہ صرف سیاستدانوں یا حکومتی اداروں تک محدود نہیں بلکہ ہر فرد ہر شعبہ اور ہر ادارے میں اس کی ضرورت ہے۔وہ قومیں جہاں ادارے آزاد اور بااختیار ہوں،قانون کی عملداری ہو اور جہاں عوام کی آواز کو سنا جاتا ہو وہاں بدعنوانی کا گزر نہیں ہوتا۔بدقسمتی سے پاکستان میں اس وقت جو سیاسی،معاشی اور سماجی بحران درپیش ہے دراصل احتسابی کمزوری کا نتیجہ ہے۔عدالتی نظام پر عوام کا اعتماد متزلزل ہو چکا ہے دیگر ادارے اکثر سیاسی دباؤ کے تحت کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔سلیکٹو احتساب نے قوم میں تقسیم، بے یقینی اور مایوسی کو فروغ دیا۔اصل ضرورت ایک ایسا نظام لانے کی ہے جو بلا امتیاز ہو،جس میں طاقتور اور کمزور سب ایک ہی کسوٹی پر رکھے جائیں۔اگر ہم پاکستان کو ایک باوقار، ترقی یافتہ اور انصاف پسند قوم کے طور پر دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر احتسابی عمل کو فروغ دینا ہوگا۔بصورتِ دیگر ہم صرف نعروں اور وعدوں کی سیاست میں الجھے رہیں گے تو حقیقی ترقی خواب ہی رہے گی ایک مضبوط اور شفاف احتسابی نظام ہی وہ بنیاد ہے جس پر پاکستان کا روشن مستقبل تعمیر ہوسکتا ہے۔

☆ آپ ﷺ کے دور میں احتساب والا ادارہ نہیں تھا لیکن آپ ﷺ نے چند اصحاب کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ غیر جانبداری سے نظام کو دیکھیں۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب خلافت کا چارج سنبھالا تو آپؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک شفاف اور ایماندارانہ نظام قائم کیا اور اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کیا۔آپؓ خشیتِ الٰہی رکھنے والے انسان تھے۔آپؓ اور حضرت عمرؓ کا دور احتساب انصاف کی ایک عملی مثال ہے۔احتساب کا عمل ہر فرد کا دینی،قومی،اخلاقی، سیاسی اور سماجی فریضہ ہے اس ضمن میں کسی کو استثنٰی حاصل نہیں ہے۔ عام شہری سے اعلیٰ منتخب حکمران،عدالت عظمٰی کے جج صاحبان،سیاسی جماعت کے گلی کوچے کے کارکن سے پارٹی سربراہ تک سب کو احتساب کے لیے پیش ہونا چاہیے۔ہمارے زوال کے اسباب میں سے ایک بڑا اور اہم سبب بھی احتساب سے دوری ہے۔ ایک مثالی معاشرہ تعمیر کرنے کے لیے ہمیں پہلے خود کا احتساب کرنا ہوگا۔

☆احتسابی عمل میں سب سے پہلے امیر لوگوں کو کٹہرے میں لایا جائے اگر احتساب کا عمل صاف شفاف ہوگا تو ترقی کی رفتار بھی تیز ہوگی ملک کے جتنے بھی ادارے ہیں سب کے سربراہان کا احتساب کیا جانا چاہیے۔حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں سب سے پہلے اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کیا۔آپؓ رات کو گشت کرتے تھے تاکہ رعایہ کے حالات کا خود مشاہدہ کریں اور ان کے مسائل حل کریں۔آپؓ کا احتسابی نظام ایسا تھا جس میں ریاست کے ہر فرد کو بشمول حکمران کے اپنے اعمال کا جواب دہ ٹھہرایا جاتا تھا۔آپؓ نے اس بات کو یقینی بنایا کہ کوئی بھی شخص قانون سے بالا تر نہیں ہے اور ہر ایک کو اپنے کیے کی سزا ملے گی۔آپؓ نے عوامی آراء کو اہمیت دی اور ان کی بنیاد پر فیصلے کیے اور کسی بھی ظلم اور ناانصافی کے خلاف فوری کاروائی کی جاتی تھی۔آپؓ کا احتسابی نظام اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے اور آج بھی اس سے بہت کچھ سیکھا جاسکتا ہے کئی مما لک میں آج بھی عمر لاء نافذ ہے۔یہ نظام حکمرانوں اور عوام دونوں کے لیے ایک مثال ہے کہ کس طرح ایک منصفانہ اور احتسابی معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

☆مذہب اسلام احتساب کی اہمیت بہت ہی احسن طریقے سے اجاگر کرتا ہے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ احتساب کا عمل خود احتسابی سے شروع ہونا چاہیے۔ہماری تنزّلی کا یہ عالم ہے کہ آج احتساب خود قابلِ احتساب ہے۔خوداحتسابی اور حقیقی تو یہ انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتے ہیں۔اقوام میں ترقی کے لیے دو چیزیں بہت ضروری ہیں خوداعتمادی اور خوداحتسابی ان کے بغیر

کوئی بھی قوم نہ اپنا وجود باقی رکھ سکتی ہے اور نہ ترقی کی منزلیں طے کرسکتی ہے۔ مسابقت کی دوڑ میں خود کو آگے رکھنے کے لیے خود اعتمادی ایندھن کی طرح ہے اور خود احتسابی کے بغیر صحیح راہ کی پہچان اور اس پر گامزن ہونا ممکن نہیں۔ دنیا کے ترقی یافتہ مما لک میں ادارے خود مختار، عوام باخبر اور حکمران جواب دہ ہوتے ہیں۔ آج ہمیں احتساب کی جتنی ضرورت ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی ملک میں سیاسی عدم استحکام، معاشی زوال، مہنگائی، بدعنوانی، ادارہ جاتی بگاڑ اور عوامی مایوسی عام ہو چکی ہے ہر طرف بے چینی کا عالم ہے اگر حکومتی، عدالتی، عسکری، تعلیمی اور مذہبی ادارے اپنی کارکردگی پر جواب دہ نہ ہوں تو معاشرہ زوال کا شکار ہو جاتا ہے۔ پاکستان کو ترقی یافتہ، باوقار ریاست بنانا ہے تو ہمیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر احتسابی نظام کو مضبوط بنانا ہوگا اس کے لیے ہمیں دینی شعور، آئینی ڈھانچہ اور اجتماعی ارادہ درکار ہے۔ جب تک ہم اس راہ پر نہیں آئیں گے پاکستان میں حقیقی ترقی ایک خواب ہی رہے گی۔ جبر کا موسم تب ہی بدلے گا جب ہم بدلیں گے۔ اللہ حامی و ناصر ہو۔

☆ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ ’’اگر کوئی رتی برابر بھی نیکی کرے گا تو وہ اللہ کو جوابدہ ہوگا اور اگر برائی کرے گا تو بھی جوابدہ ہوگا‘‘۔ ہمیں اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہوگا لہٰذا ہمیں آج سے ہی اپنا مواخذہ کرنا ہوگا۔ غلط کو غلط کہنے کی جرأت ہونی چاہیے حق کا ساتھ دینا بھی احتساب کے زمرے میں آتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے ’’حساب لیے جانے سے پہلے پہلے اپنا حساب کرلو کیونکہ جس شخص نے دنیا میں اپنا محاسبہ کرلیا روزِ قیامت اس کا حساب آسان لیا جائے گا‘‘۔ ہمارے ملک میں کرپشن کے خلاف احتساب نہ ہونے کی وجہ محض کوئی ایک ادارہ نہیں بلکہ مجموعی طور پر تمام سیاسی، انتظامی، قانونی اور پس پردہ طاقتیں سب ہی اس کے ذمہ دار ہیں طاقتور اور کمزور کے درمیان ہمارا پورا احتساب کا نظام دہرا معیار رکھتا ہے۔ ملکی ترقی کے لیے صاف شفاف احتساب کا نظام عمل میں لایا جائے۔

☆ خود احتسابی کا عمل ایسا ہے جس میں اپنے آپ سے آغاز کرنا پڑتا ہے۔ قومی احتساب بیورو اور نیب کی باری بعد میں آتی ہے آج کل ہر جگہ لکھا ہوتا ہے کہ کیمرے کی آنکھ آپ کو دیکھ رہی ہے ماضی میں لکھا ہوتا تھا کہ اللہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ اپنا کڑا احتساب کرنے کے بعد ہی آپ دوسروں کا احتساب کرسکتے ہیں۔ آپ کا ہر آنے والا دن گذشتہ کل سے بہتر ہونا چاہیے۔ دنیا میں کچھ ادارے ایسے بھی ہیں جہاں ہر پندرہ منٹ کے بعد احتساب کیا جاتا ہے اور جائزہ لیا جاتا ہے کہ گذشتہ پندرہ منٹ میں آفس میں کتنا کام ہوا ہے اگر ہم ایک انگلی کسی اور کی طرف اٹھاتے ہیں تو چار انگلیاں ہماری طرف اشارہ کر رہی ہوتی ہیں۔ اپنے احتساب کے عمل سے گزر کر انسان اگر اس قابل ہو جائے کہ چھوٹے بڑے کا امتیاز کئے بغیر احتساب کرسکے تو معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن سکتا ہے۔

☆ پاکستان ایک جمہوری ملک ہے جس کی بنیاد انصاف، مساوات اور شفافیت پر رکھی گئی تھی مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بدعنوانی، اقرباء پروری اور اختیارات کے ناجائز استعمال نے ریاستی اداروں کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچایا ہے ان حالات میں احتسابی عمل کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے ایک ایسا نظام جو ہر فرد کو اس کے اعمال کا جوابدہ بنانے نہ صرف انصاف کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے بلکہ عوام کا اعتماد بھی بحال کرتا ہے۔ احتساب کا مطلب ہے کہ ہر وہ شخص جو عوامی وسائل یا اختیارات کا استعمال کرتا ہے اسے اپنے فیصلوں اور اقدامات کا حساب دینا ہوگا یہ عمل صرف سیاستدانوں تک محدود نہیں ہونا چاہیے بلکہ عدلیہ، فوج، بیوروکریسی، میڈیا اور نجی شعبے سمیت ہر ادارے اور فرد کو اس کے دائرہ کار میں لانا چاہیے اگر احتساب صرف مخصوص افراد یا جماعتوں تک محدود رہے تو یہ انصاف نہیں بلکہ سیاسی انتقام کہلائے گا۔ نیب، ایف آئی اے اور دیگر اداروں کو سیاسی اثر و رسوخ سے آزاد اور خود مختار بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ قانون سازی میں بہتری لانے کی ضرورت ہے تاکہ احتسابی ادارے آزادانہ اور غیر جانبدار طریقے سے کام کرسکیں۔ عدلیہ کی خود مختاری اور تیز تر انصاف کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے تاکہ احتساب کا عمل سست روی کا شکار نہ ہو۔ عوامی شعور کی بیداری کو ممکن بنایا جائے تاکہ لوگ اپنے حقوق اور حکمرانوں کی کارکردگی پر نظر رکھ سکیں۔ ٹیکنالوجی کا استعمال عمل میں لایا جائے جیسے ای گورننس، ڈیجیٹل آڈٹ اور آن لائن شکایات کا نظام ہونا چاہیے تاکہ شفافیت کو فروغ دیا

جا سکے۔ احتسابی عمل صرف سزا دینے کا نام نہیں بلکہ ایک اصلاحی عمل بھی ہے اس کا مقصد صرف مجرموں کو پکڑنا نہیں بلکہ ایک ایسا نظام قائم کرنا ہے جہاں کرپشن کی گنجائش نہ ہو۔ اگر پاکستان کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا کرنا ہے تو احتسابی عمل کو صاف شفاف بنانا ہوگا تاکہ طاقتور افراد قانون سے بالاتر نہ ہوں اور سب کا منصفانہ احتسابی عمل ممکن بنایا جاسکے۔

☆ ہر گزرتے دن کے ساتھ احتسابی عمل کی ضرورت و اہمیت مسلّم ہوتی جارہی ہے جس کی وجہ سے سفید پوش اور غیر مراعات یافتہ طبقہ بری طرح ذہنی پس ماندگی کا شکار ہوتا جارہا ہے جبکہ اصلاح احوال کے لیے مربوط اصلاحی اور منصفانہ عمل احتسابی عمل کے فوری نفاذ کی اشد ضرورت ہے، ملکِ خداداد کو بدعنوانی سے پاک کرنے کے لیے ایسے پاکیزہ اور سخت قوانین مرّتب کئے جائیں جن سے ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے والے کسی صورت بچ نہ پائیں۔ ریاست ماں کا درجہ رکھتی ہے لہٰذا اس کی اوّلین ذمہ داری یہ ہونی چاہیے کہ ملک میں ایک منصفانہ اور غیر جانبدارانہ احتسابی نظام کو پروان چڑھایا جائے۔ محتسب کا غیر جانبدار ہونا ضروری ہے۔ جب انسان کا دل اپنا محاسبہ کرنے سے مطمئن ہو تو اسے خود احتسابی کہتے ہیں۔ بہ حیثیت اچھے شہری ہر شخص کا عمل خود احتسابی پر مبنی ہونا چاہیے اس سے معاشرے سے برائی کے خاتمے کو تحریک ملے گی۔

مبصرین میں سے شرکاء نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ احتسابی عمل ہر فرد کی فطرت میں موجود ہے۔ حکومت وقت کو چاہیے کہ احتساب کے عمل کو بلا امتیاز یقینی بنائے احتساب کا عمل اس بات کو یقینی بنائے گا کہ قانون پر عمل درآمد ہو اور کوئی بھی اس سے بالاتر نہیں ہوگا۔

☆ پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد نے بحث کو سمیٹتے ہوئے کہا کہ احتساب کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے ریاست اہم کردار ادا کرے کسی کی اقرباء پروری نہ ہو ذات پات کے فرق کے بغیر احتساب کے عمل کو یقینی بنایا جائے۔ ہمارا مذہب احتساب اور اصلاح کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ خود احتسابی سے ہی اصلاح ممکن ہے جس سماج میں لوگوں کو دوسروں کے احتساب کی فکر رہتی ہو وہ سماج انتقام اور نفرت کا مرکز بن جاتا ہے تعلیم و تربیت کے ذریعے لوگوں میں خود احتسابی کا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے احتسابی نظام اور عدالتی نظام کی قرآن و سنّت اور سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں تشکیل کی جائے اور اس کی فعالیت اور کردار کو بڑھانے کے لیے مروّجہ عدالتی نظام کی خامیوں کو دور کرنے پر توجہ دی جائے۔

اگر ہم نے ملکِ پاکستان کو ایک ترقی یافتہ، خوشحال اور باوقار ملک بنانا ہے تو احتسابی عمل کو محض نعرہ نہیں بلکہ عملی حقیقت بنانا ہوگا ہر فرد کو احساس ہونا چاہیے کہ وہ قانون کے تابع ہے یہی احساس ایک ذمہ دار، منصفانہ اور پائیدار ترقی کی بنیاد رکھتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

ہمدرد شوریٰ جولائی 2025ء کے موضوع فکر:

''احتسابی عمل کی ضرورت''

پر تحریری طور پر موصول ہونے والی رکن شوریٰ کی سفارشات اور تجاویز:

سعید انور
(رکن ہمدرد شوریٰ پشاور)

اسلام میں احتساب صرف قانونی تقاضا نہیں بلکہ ایک دینی، اخلاقی اور روحانی ذمہ داری ہے۔ ہر فرد کو اپنے قول و فعل کے لیے اللہ کے حضور جواب دہ ہونا ہے، اور قیادت کو عوام کی امانت سمجھا گیا ہے۔ حضرت عمرؓ جیسے خلفاء نے اپنے عمل اور طرزِ حکومت سے احتساب کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں، حتیٰ کہ عام شہری کو خلیفہ سے سوال کا حق حاصل تھا۔

اسلامی تصورِ احتساب صرف جرم اور سزا تک محدود نہیں، بلکہ نیت، دیانت، عدل اور خدمتِ خلق پر مبنی ہے۔ قرآن میں ''امر بالمعروف و نہی عن المنکر'' کو اجتماعی فریضہ قرار دیا گیا ہے، جو معاشرتی سطح پر احتسابی کردار کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

پاکستان میں اگرچہ نیب، عدلیہ، اور آڈٹ جیسے ادارے موجود ہیں، لیکن ان کی کارکردگی اکثر سیاسی دباؤ، سست روی، جانبداری اور کمزور قانونی فریم ورک کے باعث متاثر ہوتی ہے۔ عوامی اعتماد کمزور اور نظام غیر مؤثر محسوس ہوتا ہے۔ قابلِ بھروسا احتسابی نظام کے بغیر بدعنوانی، ادارہ جاتی

انحطاط اور سماجی ناانصافی کو روکنا ممکن نہیں۔

قابلِ عمل تجاویز

1.اداروں کی خودمختاری

احتسابی اداروں کو سیاسی اثر و رسوخ سے آزاد، شفاف اور بااختیار بنایا جائے اور ان کے تقرری کے عمل میں پارلیمانی نگرانی شامل ہو۔

2.شفاف مالیات و معلومات تک رسائی

عوامی نمائندوں اور افسران کے اثاثے، آڈٹ رپورٹس، عدالتی فیصلے اور پبلک فنڈنگ منصوبے کھلے عام شائع کیے جائیں۔

3.مستقل اور غیر جانبدار قانونی عمل

جھوٹے مقدمات، تاخیری حربے اور سلیکٹیو کارروائیوں کی روک تھام کے لیے قوانین کو مضبوط اور غیر جانبدار بنایا جائے۔

4.دینی و اخلاقی تربیت

بیوروکریسی، عدلیہ، تعلیمی ادارے اور عوامی رہنما دینی، اخلاقی اور پیشہ ورانہ احتسابی اقدار پر تربیت حاصل کریں۔

5.اجتماعی نگرانی اور عوامی شرکت

مقامی سطح پر شہری نگرانی کے فورم، سماجی آڈٹ، میڈیا کی آزادی اور تحفظِ مخبر (whistleblower protection) کو قانونی تحفظ دیا جائے۔

مستند حوالہ جات

1.قرآن مجید

وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا"

(سورۃ مریم 95:19)

"فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ"

(سورۃ الزلزال 99:7-8)

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى"

(سورۃ المائدہ 5:2)

2.احادیث

"کلکم راع وکلکم مسؤول عن رعیته"

(صحیح بخاری، حدیث 893 / صحیح مسلم، حدیث 1829)

3.خلفائے راشدین کی مثالیں

حضرت عمرؓ کا قول: اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو عمر سے اس کا حساب لیا جائے گا۔

''سیر اعلام النبلاء'' از امام ذہبی، ''تاریخ الخلفاء'' از امام سیوطی

پاکستانی نظام اور حوالہ جات:

4.National Accountability Ordinance, 1999
http//:www.nab.gov.pk

5.Public Accounts Committee Reports-National Assembly of Pakistan
http//:www.na.gov.pk

6.Transparency International-Corruption Perceptions Index 2023-2024
https//:www.transparency.org

7.World Justice Project-Rule of Law Index(Pakistan)
https//:worldjusticeproject.org

8.PILDAT-Legal and Political Accountability Frameworks
http//:www.pildat.org

دیگر علمی کتب:

9.مودودی، سید ابوالاعلیٰ-خلافت و ملوکیت

10.ڈاکٹر محمد طاہر القادری-اسلامی تصورِ احتساب اور حسنِ حکمرانی

11.اقبال، محمد (2020)-Accountability in Islam and its Contemporary Relevance, Journal of Islamic Thought and Civilization.